قوموں کا عروج وزوال نظام کائنات کا حصہ ہے۔ تاریخ سے مراد قوموں کا گرنا اور اٹھنا ہے جو مکافات عمل سے عبارت ہے۔ تاریخ ایک ایسی صداقت ہے جس پر انسان حیرت زدہ ہوتا ہے کامیابی پر شاداں اور ناکامی پر پریشان نظر آتا ہے۔ کچھ قومیں دنیا میں ترقی کرتی ہیں فتوحات اور کامرانیاں ان کی تہذیب کے شاہکار افراد کار کے مرہون منت ہیں اور تمدنی آثار ان کی جہد مسلسل کے اعلیٰ ترین ثبوت ہیں۔ تہذیب وتمدن اور علم وہنر پر انہیں کا سکہ چلتا ہے جو قومیں ماضی سے سبق حال سے تنظیم اور مستقبل کی نوید اپنی نئی نسل کو منتقل کرنے کو اپنی ترجیحات میں رکھتی ہیں۔

نظریہ کسی قوم کا وہ متعین راستہ ہے جس پر چل کر نئی نسل اپنے جذبہ ایثار کے وہ مینار ایستادہ کرتی ہے جس کو دنیا میں امتیاز اور تہذیبی اعتبار سے بقا حاصل ہے لیکن یہ صرف اسی صورت میں ہوتا ہے جب نظریاتی بنیادوں کو اصول زندگی بنایا جائے نظریہ اجتماعیت کسی قوم کا شعور اور بقا کی ضمانت ہے جب تک کوئی قوم اپنے نظریے سے وابستہ رہتی ہے اسے دنیا میں باوقار اور بلند مقام حاصل ہوتا ہے جب نظریے سے انحراف ہوتا ہے تو وہ قوم قصہ ماضی بن جاتی ہے۔

قوموں کے عروج وزوال کی اس داستان میں مسلمانان برصغیر کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے دوقومی نظریے کی اہمیت کے احساس کو اپنی شناخت بنایا اور فرد اور قوم کی جواب دہی کا ایمانی تصور پیش کیا عروج وزوال کی بنیادی وجوہات اور نتائج سے قوم کو آگاہ کیا زیر مطالعہ مضمون میں ملت اسلامیہ کے استحکام کیلئے اخلاق کی اہمیت، نظریے کی تکفیر کے خطرناک نتائج اور جزاوسزا کا خدائی قانون پر چند گزارشات حاضر ہیں زیر بحث موضوع سیرت طیبہ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا اس میں سیرت سے استفادہ اور برصغیر کے مسلمانوں کیلئے خصوصاً اور عالم اسلام کیلئے عموماً سیرت رسول کا مطالعہ کیوں ضروری ہے۔ اور نظریاتی دفاع میں اس کی کیا اہمیت ہے اس سے آنے والی نسلوں کو کیسے آگاہ کیا جائے گا۔

نظریہ پاکستان کی بنیادیں

علامہ اقبال نے کہا تھا:

''بنا ہمارے حصار ملت کی اتحاد وطن نہیں ہے''

علامہ نے جن واشگاف الفاظ میں نظریہ پاکستان کی وضاحت فرمائی اور مسلم قومیت کی اساس عقیدہ توحید کو قرار دیا ان الفاظ کا ثبوت قرآن پاک کی سورہ تغابن میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

> ''اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو''

وہ قادر مطلق ہے وہ جو کچھ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی طاقت اس کی قدرت کو محدود کرنے والی نہیں۔ مگر تم میں سے کوئی اس کے خالق ہونے سے انکار کرتا ہے۔ اور کوئی اس حقیقت کو مانتا ہے۔ اس نے تم کو اس طرح پیدا کیا کہ تم کفر

اختیار کرنا چاہو تو کر سکتے ہو اور ایمان لانا چاہو تو لا سکتے ہو۔ ایمان اور کفر میں سے کسی کے اختیار کرنے پر بھی اس نے تمہیں مجبور نہیں کیا ہے اس لئے اپنے ایمان وکفر دونوں کے تم خود ذمہ دار ہو گویا ایمان لانے والے برابر نہیں ہیں ایمان نہ لانے والوں کے اور نہ لانے والوں کے درمیان حد امتیاز احکام الٰہی کا نفاذ ہے اس سے اسلامی تمدن کی نمود نمائش کے ذریعے اسلامی نظریہ قومیت کا عملی ثبوت ملتا ہے اور خلیفہ الارض کے منصب کی تکمیل کا تقاضا بھی یہی ہے ایمان والے انسانی تمدن کی تاریخ کو تحفظ انسانیت کیلئے کیسے ممکن بنانے ہیں سورۃ الحج میں اس کا نقشہ بیان کیا گیا ہے۔

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اگر زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے۔ معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے''

یہ فیصلہ کہ زمین کا انتظام کس وقت کسے سونپا جائے۔ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ مغرور بندے اس خیال میں ہیں کہ زمین پر بسنے والوں کے فیصلے وہ خود کرنے والے ہیں بہت بڑی غلط فہمی میں ہیں اللہ کے مددگار اور اس کی تائید ونصرت کے مستحق وہ لوگ ہیں کہ اگر دنیا میں انہیں حکومت وفرمانروائی دی جائے تو ان کا ذاتی کردار فسق وفجور اور غرور وتکبر کی بجائے عاجزی وانکساری کا ہوگا وہ اقامت الصلوٰہ کریں گے اور ان کی دولت نفس پرستیوں کی بجائے غرباء کی کفالت پر خرچ ہوگی۔ ان کی طاقت گناہوں کو ختم کرنے اور نیکیوں کو پھیلانے کا ذریعہ بنے گی۔ اسلامی نظریہ قومیت واقتدار کا عملی ثبوت دنیا میں اللہ کی عبادت اطاعت رسول اور قیام امن عالم کے ذریعے فراہم ہوگا انسانیت کا تحفظ ان کا منشور ہوگا۔

27 رمضان المبارک 1366ء وہ تاریخ کا اہم ترین دن ہے جس دن برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی بے مثال قربانیوں کے باعث علیحدہ اسلامی ریاست کے حصول میں کامیابی حاصل کی۔ انسانی تاریخ میں ہجرت مدینہ کے بعد ہجرت پاکستان سب سے بڑی ہجرت ہے۔ جو اسلامی نظریہ قومیت کے قیام واستحکام کیلئے کی گئی۔ 14 اگست 1947ء قیام پاکستان کے ساتھ ہم نے انصاف نہیں کیا پاکستان کی تعمیر کی ذمہ داری کو ہم نے اپنے اسلاف کے بیانات کے مطابق سرانجام نہیں دیا اسلامی نظریہ قومیت کا مفہوم متعین کرنے میں جو تاویلات اختیار کیں آج ان کے نتائج ہمارے سامنے ہیں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نظریہ پاکستان کو کس قدر تاریخی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے توجہ طلب ہے آپ فرماتے ہیں:

''پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا یہ اس زمانے کی بات ہے۔ جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے وطن نہیں اور نہ نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو پہلی قوم کا فرد نہ رہا ایک جداگانہ قوم کا فرد ہوگیا اور ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی''

دوقومی نظریہ کی اسلامی بنیادیں اور تقاضے قوموں کے عروج وزوال کے پس منظر میں مسلم تشخص کے احیاء کی علامت ہیں تحریک پاکستان کے رہنما اور کارکن ان تقاضوں سے خوبی آگاہ تھے اسلامی نظریہ قومیت کو ہندو نظریہ قومیت کے

حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں تھے ہر دور میں مسلمانوں نے اپنے تمدنی وتاریخی آثار کے ذریعے اپنی شناخت کا پرزور اعادہ کیا۔ محمد بن قاسم سے محمد علی جناح تک برصغیر کے مسلمانوں نے ہر دور میں اپنی ایمانی حمیت کا اظہار بھرپور طریقے سے کیا اس منظر نامہ کو افسانہ نگار کرشن چندر نے منفرد انداز میں بیان کرکے دوقومی نظریہ کی تائید کی ہے۔

> ''ہندو اسے کہتے ہیں جو مسلمان کا دشمن ہو۔ اور پھر وہ کام کرے جو مسلمان نہ کرتا ہو۔ چنانچہ مسلمان گوشت کھاتا ہے ہندو ترکاری کھاتا ہے۔ مسلمان سر منڈاتا ہے۔ ہندو سر پر چوٹی رکھتا ہے مسلمان گائے کو حلال کرتا ہے ہندو اسے ماتا سمجھ کر پوجتا ہے مسلمان سور کو حرام سمجھتا ہے۔ ہندو اس کا اچار ڈالتا ہے۔ مسلمان مسجد میں جاتا ہے۔ ہندو مندر میں۔ مسلمان خاموشی سے نماز ادا کرتا ہے۔ ہندو سنکھ اور گھڑیال بجا کر آرتی اتارتا ہے ہندو پرتھوی راج چوہان کی عزت کرتا ہے۔ مسلمان شہاب الدین غوری کی۔ ہندو رانا سانگا کو پوجتا ہے مسلمان بابر کی شان میں قصیدہ کہتا ہے۔ ہندو رانا پرتاب کو اکبر سے بڑا خیال کرتا ہے، مسلمان اکبر کو رانا پرتاب پر ترجیح دیتا ہے ہندو کا ہیرو شیوا جی ہے اور مسلمانوں کا اورنگ زیب''

قیام پاکستان کی خواہش کے پس منظر میں حفاظت دین وثقافت کا جذبہ عروج پر نظر آتا ہے اکابرین تحریک پاکستان کے بیانات کے مطالعے سے تحریک پاکستان میں پیش کردہ قربانیوں کا اندازہ ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ قیام پاکستان کی تحریک کے اہداف واضح تھے۔ اسلامی معاشرہ کا قیام، مذہبی آزادی، دینی وتہذیبی شناخت، معاشی کفالت، اسلامی آچار وباقیات کا احترام تحریک پاکستان کے اہم ترین مقاصد تھے جن کی تکمیل کیلئے تحریک پاکستان کے دوران اسلامی تصور قومیت کو نظریہ پاکستان کے بنیادی فلسفے کے طور پر بیان کیا گیا قائداعظم نے علی گڑھ یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''مجھے بحیثیت مسلمان دوسری اقوام کے تمدن، معاشرت، اور تہذیب کا پورا احترام ہے لیکن مجھے اپنے اسلامی کلچر اور تہذیب سے بہت محبت ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ ہماری آنے والی نسلیں اسلامی تمدن اور فلسفہ سے بالکل بے گانہ ہو جائیں''

برصغیر پاک وہند کی ملت اسلامیہ اپنے نظریے کی بنیاد پر میدان سیاست میں کامیاب ہوئی جس نظریہ کی صدا ہر مسلمان کے ضمیر کی آواز ہے اس آواز کے احساسات اجتماعیہ کا میدان پوری دنیا کیلئے وسیع تر ہے۔ مگر سیاسی منظر میں الگ قومی شناخت مٹانے کیلئے اسلام دشمن طاقتیں متحد ہیں پاکستان کی تعبیر وتعمیر انہیں کسی قیمت پر برداشت نہیں مسلمانان عالم کی بقا دوقومی نظریہ اور امت اسلامیہ کے اتحاد میں مضمر ہے مگر اہداف کا تعین اور تکمیل کیلئے لائحہ عمل ضروری ہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

> ''امت سے مراد امت کا وہ پہلو ہے کہ جس کی اساس نظریے پر ہو جس کی اساس ایک مشترک آغاز اور مشترک ہدف پر ہو ملت سے مراد وہ ملت مسلمہ ہے جس کے مظاہر جس کے ظواہر، جس کی ثقافت، جس کی تہذیب اور جس کا

تمدن سب ایک ہوں تہذیبی اور اخلاقی اقدار مشترک ہوں جس کے ثقافتی مظاہر مشترک ہوں''

اسلام دین فطرت ہے اس کی ہدایات انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہیں انسانی فطرت جب تک اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تابع نہ ہو حصول مقصد ممکن نہیں قرآن مجید میں جن ہدایت کو انسان کیلئے اہم قرار دیا گیا ہے وہ معیار اخلاق ہے اس مقصد کے تحت قوموں کی زندگی اعمال اور اخلاق کے ساتھ وابستہ ہے عروج وترقی نصیب ہوتی ہے تو وہ اخلاق واعمال کے معیار کا نتیجہ ہے اور زوال کے باعث کوئی قوم اپنا وجود کھو دیتی ہے تو یہ مکافات عمل ہے اس میں کسی دنیاوی چیز کی مداخلت نہیں اصل قوت اخلاق، ایمان اور تقویٰ کی قوت ہے جس سے زمین پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے خصوصیت کے ساتھ قومیں جب استغفار اور انکساری کو اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ اجماعی طاقت کے اسباب پیدا کر دیتا ہے علامہ اقبال زوال امت کے نقصانات اور اتحاد امت کے ثمرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہمارے نزدیک پوری ملت کی موت وحیات کا سوال ایسا ہی ہے جیسے ایک نفس واحدہ کا پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم مسلمان جو بجا طور پر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ یہ ہم ہی تھے جو سب سے پہلے انسانیت کے اس بلند اور ارفع تصور پر عمل پیرا ہوئے ایک نفس واحدہ کی طرح زندہ رہیں جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہندوستان کی حالت وہ نہیں جیسی نظر آتی ہے۔تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں کسی شخص کو حیرت میں ڈالنا چاہتا ہوں بہر حال اس کے صحیح معنی آپ پر اس وقت آشکار ہوں گے جب آپ ان کے مشاہدے کیلئے ایک اجتماعی انا پیدا کریں گے''

استحکام پاکستان قرآن کی روشنی میں

اسلامی سلطنت میں فلاحی اقدار کا فروغ انفرادی اجتماعی سطح پر انتظام سلطنت کو کامیاب بنانے کا ذریعہ ہیں انسانی زندگی کے وہ اصول جو ناداروں کے حقوق کے تحفظ کرنے میں ہدایات کا ذریعہ ہیں اور یہ مستقل اقدار انسانی ضمیر کی آواز ہیں ان مستقل اقدار میں خود انسان کی ذات کیا ہے۔اس کا شعور ضروری ہے خالق کائنات نے مخلوقات عالم میں شرف ذات کا تصور انسان کو عطا کیا اسے نفس کا نام دیا جائے یا انا کا اللہ تعالیٰ اس فطری تقاضے کو انسانی فطرت کے مطابق اطاعت رسول اور تقویٰ کیلئے وقف کر دینے کا حکم دیتا ہے انسانی جان ومال کے تحفظ کا حکم دیتا ہے احکام الٰہی کی پابندی میں ہی جسمانی روحانی سکون وراحت ہے اس جذبے کو قائم رکھنا انسان کی سب سے بڑی خواہش اور ضرورت ہے انسانی زندگی سے مقصود نفس انسانی کا نشوو ارتقاء ہے جس کے باعث احساس ذمہ داری کے تحت وہ تحفظ انسانیت کو ممکن بناتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

''اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی گئی یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا''

انتظام سلطنت میں ہر انسان کا جوابدہ ہونا ضروری ہے جو انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے انسان اسے محسوس

کرے تو اس کی فطرت انصاف طلب اور انصاف پسند ہے نفس انسانی ایک مستقل بنیادی حد ہے باقی اقدار اس کے نشو ونما کا ذریعہ ہیں طبعی زندگی اور انسانی مفادات کے درمیان تصادم ہو جائے تو انسان اللہ کی رضا کیلئے جسم اور اس کے مفاد کو قربان کر دیتا ہے نیکی وہی قابل قدر ہے اور ذریعہ نجات ہے جو ایمان کے ساتھ ہو ارشاد خداوندی ہے:

''پھر یہ کہ آدمی ان لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور خلق خدا پر رحم کی تلقین کی''

معاشرے میں حقوق العباد کا تحفظ عدل کے ذریعے ہی ممکن ہے اس کا نفاذ اسلامی ریاست کا فرض ہے تین ایسی چیزیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور جن پر پورے انسانی معاشرے کی درستگی کا انحصار ہے ایک یہ کہ لوگوں کے درمیان حقوق میں توازن اور تناسب قائم ہو۔ اور یہ کہ ہر ایک کو اس کا حق بے لاگ طریقے سے دیا جائے دوسری چیز احسان ہے جس سے مراد نیک برتاؤ، ہمدردانہ رویہ فیاضانہ معاملہ، رواداری، خوش خلقی، درگزر، باہمی تعاون تیسری چیز صلہ رحمی ہے جو ہر صاحب استطاعت شخص سے ضرورت مند کیلئے ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

''اللہ عدل اور احسان کا اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو۔ اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو''

اسلامی ریاست میں نظام زندگی چلانے کیلئے احکام الٰہی کی پابندی لازم ہے نظام حکومت چلانے کیلئے مستقل اقدار کا نفاذ ضروری ہے۔ یہ مستقل اقدار وہ بنیادی اصول زندگی ہیں جو ہمیشہ رہنمائی کا ذریعہ ہوتے ہیں ان کی عملی اہمیت ہر زمانے کے تقاضوں کے لحاظ سے معاشرہ خود متعین کرتا ہے یہ کام کسی ایک فرد واحد کا نہیں ہے۔ بلکہ نمائندگان ملت کے باہمی مشوروں سے قیام پذیر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا مشورہ کرنے والا بیان کیا گیا ہے اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کرنے سے احترام آدمیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور حالات کا صحیح اندازہ ہونے میں مدد ملتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

''اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں ہم نے جو کچھ بھی رزق انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر زیادتی ہوجاتی ہے تو اس کا مقابلہ کرتے ہیں''

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حکومت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے ساتھ ہی تحفظ انسانیت کا اعلان فرمایا سارے عالم انسانیت کو انسانوں کے خود ساختہ قانون کی غلامی سے نکال کر قانون الٰہی کی اطاعت وفرمانبرداری میں دے دیا آپ نے قانون الٰہی کو چھوڑ کر دوسرے قوانین انسانی کی پابندی کو شرک قرار دیا۔

جس طرح اسلام تمام فرائض واعمال کی ترتیب وتدریج کو اہمیت دیتا ہے اسی طرح انتظام سلطنت اسلامی میں بھی تدریج وترقی کو اولیت دی جاتی ہے اسلام عالم انسانیت کی رہنمائی کیلئے آیا جس کی ابتداء عرب سے ہوئی یہ تدریجی اصلاح کا اصول انسانی فطرت کے قریب تر ہے۔تربیت کے بعد دیگر اقوام کیلئے عربوں کو بطور ماڈل کے پیش کیا۔اور ایک ایسی عادلانہ سلطنت کی بنیاد رکھی جس کا قانون اللہ تعالیٰ کا قانون تھا جس کی حکومت خدا کی حکومت تھی اور جس میں ہر شخص حاکم اور خود ہی محکوم تھا اسلامی سلطنت کسی بادشاہ کی ملکیت نہیں تھی اس پر مسلمانوں کا یکساں حق تھا ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی رعایا کا نگران اور اس سے متعلق امور کیلئے جوابدہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخصیت سے زیر نگرانی اشخاص رعیت کے متعلق سوال ہوگا''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اصول انتظام سلطنت کا ایک بنیادی نقطہ ہماری رہنمائی کرتا ہے اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد میں انسان افرادی اجتماعی ہر سطح پر جوابدہ ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کی بادشاہی یا عربی سلطنت کا پرچار نہیں کیا اور نہ ہی دنیاوی مال ودولت کو اہمیت دی بلکہ شہنشاہ زمین وآسمان کی بادشاہی کا اعلان فرمایا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے تمام ظالمانہ نظامہائے سلطنت کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کا عادلانہ نظام قائم کیا جس میں اللہ کے سوا کسی ارضی سماوی طاقت کی اطاعت نہ ہو اور نہ کسی دوسرے کا قانون رائج ہو۔اور جس میں حکمران افراد کی شخصیت اور قومی تعارف، نسل وزبان، رنگ وعلاقہ سے اس کا تعین نہ ہو بلکہ سلطنت کے قانون، طریق حکومت عدل وانصاف اور احکام اسلام کی اطاعت سے ہو جس کے بنیادی اصولوں میں۔

(۱) ......وہ سلطنت چند بنیادی اصول زندگی کی احکام الٰہی کے مطابق پابند ہو۔

(۲) ......اس سلطنت کا مرکز ومحور انسانی قانون پر مبنی نہ ہو بلکہ اس کی اساس عمدہ اخلاق طہارت قلب ہو اسلام کا عطا کردہ یہ مثالی نظام سلطنت اپنے اصولوں پر خلفائے راشدین کے زمانہ تک قائم رہا اس نظام قانون میں چھوٹے بڑے کالے گورے اور عربی وعجمی کسی کیلئے رعایت یا تفریق نہ تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام سلطنت میں۔

(۱)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی تفرقوں کو مٹا کر سونے چاندی کا سامان اور ریشمی لباس کو حرام قرار دیا۔

(۲)......وضع لباس کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اپنی شناخت کو مشکل بنا دیا۔

(۳)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام وقت کیلئے امامت خطابت بطور اعزاز اور صحن مسجد ایوان اقتدار قرار دیا۔

(۴)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جرم وسزا کا قانون حکمران خاندان کے افراد اور عام افراد کیلئے یکساں تھا۔

(۵)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورِ جاہلیت کے انتظامی جاہ وجلال والے خطابات کی بجائے اپنے لئے اللہ کا بندہ کا خطاب پسند فرمایا۔

(۶)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے تعظیمی سجدہ کو ناپسند فرمایا اور فرمایا سجدہ صرف خالق کائنات کیلئے ہے۔

(۷)......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اظہار رائے کی عام اجازت تھی ہر شخص جب چاہے مدعا بیان کر سکتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین نے انتظام سلطنت کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بنایا اور چلایا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱)......جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا نگران بنائے اور وہ اس کی خیر خواہی پوری نہ کرے تو وہ جنت کی بو بھی نہ پائے گا۔

(۲)......جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا نگران بنائے وہ مرتے دم اس حال میں مرے کہ وہ اپنی رعیت کے ساتھ غداری کرتا تھا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔

(۳)......جو امیر مسلمانوں کے کام کا والی ہو پھر وہ ان کیلئے محنت نہیں کرتا اور ان کا خیر خواہ نہیں وہ ان کے ساتھ بہشت میں داخل نہ ہو گا۔

(۴)......کوئی والی جو مسلمانوں کی کسی زیر نگرانی جماعت کا والی ہو وہ اس حال میں مرے کہ وہ ان مسلمانوں کے ساتھ غداری کا مرتکب ہو اس پر جنت حرام ہے۔

(۵)......اے اللہ جو کوئی میری امت کی کسی بات کا (یا حکومت کے کسی حصہ کا) بھی والی ہو اور وہ ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی کرنا اور جو ان سے مہربانی سے پیش آئے تو تُو بھی اس سے مہربانی فرمانا۔

تعمیر پاکستان

پاکستان نام ہے ان کامیابیوں اور کامرانیوں کا جو پر خلوص کوششوں کے صلے میں حاصل ہوئیں۔ پاکستان جذبہ آزادی اور اک کا نتیجہ ہے جس سے کسی بھی پاکستانی کا دل خالی نہیں ہے۔ یہ سفر ہے ان بلندیوں اور رفعتوں کا جو عزم اور حوصلے سے جاری رکھی گئیں یہ صلہ ہے انقلاب برپا کرنے والی شخصیات کی کوششوں کا جنہوں نے دنیا کی طاقتوں سے پاکستان چھین لیا۔ یہ نام ہے ان عظمتوں اور برکتوں کا جس کے حصول میں ہزاروں مسلمان خدا کے حضور دعا گو اور سجدہ ریز ہوئے۔ یہ وقت ہے اپنی خامیوں اور ندامتوں پر غور وفکر کرنے کا جس میں اسلامی معاشرے کی اقدار کو نافذ کرنے کا اب وقت ہے۔ اس جذبہ جہاد پر غور وفکر کرنے کا جو تحریک پاکستان کے دوران کارفرما تھا۔ جہاد مسلسل اور ارکان اسلام کی پابندی پاکستان کے قیام کا سبب ہیں کامیابی وکامرانی کیلئے اللہ کے قانون کی طرف رغبت ضروری ہے اسلامی نظام زندگی کی طرف پیش رفت اور اجتماعی کاوشوں کے ذریعے کامیابی کا حصول پاکستان کا مقصد عظیم ہے۔ تعمیر پاکستان کا خواب جذبے اور اخلاص نیت کے ذریعے ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ ہم استحکام پاکستان کیلئے تعلیم کے میدان میں خاطر

خواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔جس کی وجہ سے عوام مایوسیوں کی نظر ہوئے اس مایوسی نے ہمہ گیر صورت اختیار کر لی جس کے باعث قومی ضمیر زوال پذیر ہوگیا۔ افراد کار نہ ہونے کے باعث ہر میدان میں کمزور ہوگئے۔ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی ریاست اسلامی نظام حکومت اختیار نہ کر سکے نظریاتی مملکت کی پہچان کے تمام امتیازات رخصت ہوگئے دینی حمیت اور جمعیت کا خواب پورا نہ ہوسکا جس کے باعث معاشرتی انتشار پیدا ہوا امیر ریاست کے فرائض منصبی کیا ہیں۔ انہیں کس انداز میں پورا کیا جائے گا۔سید فضل الرحمٰن فرماتے ہیں:

''اسلام نے امیر ریاست کے اور بھی بہت سے فرائض متعین کئے ہیں امیر کیلئے ضروری ہے کہ وہ رعایا کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے معروف کی تاکید اور منکرات کی روک تھام کرے عہد کی حرص نہ کرے امیر کیلئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی حکمرانی کو بنیاد بنا کر اپنے لئے ترجیحی سہولیات حاصل نہ کرے عوام کیلئے امیر تک پہنچنے میں رکاوٹیں نہ کھڑی کی جائیں اور امور سلطنت اپنے ساتھیوں کے منشور سے انجام دے امیر کیلئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ عوام کی معاشی حالت کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتا رہے تاکہ وہ پرسکون مطمئن اور اسودہ حال زندگی بسر کر سکیں''

اسلام انتظام سلطنت چلانے کیلئے امیر کی اطاعت کو لازم قرار دیتا ہے۔اطاعت امیر کا عملی مظاہرہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر اپنی جانیں راہ کدا میں قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار تھے آج بھی اس جذبہ کو اطاعت امیر میں بنیادی حیثیت حاصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی امام کی مثال ڈھال جیسی ہے کہ اس کے پیچھے رہ کر جنگ کی جاتی ہے اور اس کے ذریعے دشمن سے بچا جاتا ہے پس اگر امام تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دے اور انصاف کو شعار بنائے تو اسے اس کا اجر ملے گا لیکن اگر اس کے خلاف کہے گا تو اس کا گناہ اس پر ہوگا۔''

وطن عزیز پاکستان کی تعمیر و ترقی اور دفاع ہر پاکستانی کا جزو ایمان ہے ایسے مظاہر موقع بموقع ہماری نظروں کے سامنے سے گزرتے ہیں تو ہمارا سر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سجدہ ریز ہوتا ہے۔1965ء کی پاک بھارت جنگ میں دشمن کی جارحیت کا پاکستانی قوم نے جس بے جگری سے مقابلہ کیا ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ داؤد عسکری اس کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صدر مملکت کے اس اعلان جنگ نے ساری قوم کو جھنجھوڑ ڈالا لوگوں نے صدر کے نعرہ جہاد کا پر جوش خیر مقدم کیا پوری قوم ایک ہی دن میں نہیں، چند ساعتوں میں ایک نئے ولولے اور نئے جذبے سے سرشار ہوگئی قوم کے تمام افراد اس عزم سے اٹھے کہ ہم مٹ تو سکتے ہیں لیکن دشمن کے آگے جھک نہیں سکتے پاک فوج کے افراد اعلیٰ تربیت یافتہ اور پھر جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔شجاعت، جرأت اور جانبازی ان کا شیوہ تھا ان کے سینے نور خدا سے معمور تھے۔''

دیکھ تو اپنا عمل، تجھ کو نظر آتی ہے کیا؟
وہ صداقت جس کی بیباکی تھی حیرت آفریں

تیرے آبا کی نگاہ بجلی تھی جس کے واسطے
ہے وہی باطل تیرے کا شانہ دل کا مکیں

وہ نشان سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح
ہوگئی ہے اس سے اب ناآشنا تیری جبیں

غافلا اپنے آشیاں کو آکے پھر آباد کر
نغمہ زن ہے طور معنی پر کلیم نکتہ بیں

علامہ اقبال نے حالات کے بدلتے ہوئے تناظر میں مسلمانان عالم اور خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کو غیرت ایمانی کے ساتھ زندگی سے ہم آہنگ جدوجہد کا سبق دیا تاکہ وہ تعمیر پاکستان میں اپنا فرض نبھائیں۔

تو اپنی سر گزشت اب اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تیری جبیں

یہ نیلگوں فضا جسے کہتے ہیں آسمان
ہمت ہو پر کشا تو حقیقت میں کچھ نہیں

بالائے سرہا تو ہے نام اس کا آسمان
زیر پر آگیا تو یہی آسمان زمین

حوالہ جات

۱۔مودودی، ابواعلیٰ مولانا، تفہیم القرآن جلد پنجم 1984 ترجمان القران لاہور صفحہ 28۔527

۲۔مودودی ابواعلیٰ مولانا، تفہیم القرآن جلد سوم 1984ء ترجمان القرآن لاہور صفحہ 432

۳۔فتح پوری، فرمان ڈاکٹر، ''ہندی اردو تنازع'' 1988ء نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد صفحہ 2 برصغیر میں مسلم قومیت کے تصور کا ارتقاء صفحہ 100

۴۔فتح پوری، فرمان ڈاکٹر، ''ہندی اردو تنازع 1988ء'' نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد صفحہ 3

۵۔''تصور پاکستان بانیان پاکستان کی نظر میں'' شریعۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔

۶۔غازی، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد ''امت مسلمہ کے مسائل اوران کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں'' 2004ء شیخ زائد اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی صفحہ 6۔5

۷۔''تصور پاکستان بانیان پاکستان کی نظر میں'' شریعۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد 2005ء صفحہ 74

۸۔مودودی، ابواعلیٰ مولانا، ''تفہیم القرآن'' جلد ششم 1984ء ترجمان القرآن لاہور صفحہ 51۔350

۹۔مودودی، ابواعلیٰ مولانا، ''تفہیم القرآن'' جلد ششم 1984ء ترجمان القرآن لاہور صفحہ 51۔343

۱۰۔مودودی، ابواعلیٰ مولانا، ''تفہیم القرآن'' جلد ششم 1984ء ترجمان القرآن لاہور صفحہ 66۔365

۱۱۔مودودی، ابواعلیٰ مولانا، ''تفہیم القرآن'' جلد ششم 1984ء ترجمان القرآن لاہور صفحہ 11۔310

۱۲۔تیسیر الباری شرح بخاری علامہ وحید الزماں 1990ء نعمانی کتب خانہ لاہور جلد دوم صفحہ 57

۱۳۔تیسیر الباری شرح بخاری علامہ وحید الزماں 1990 نعمانی کتب خانہ لاہور جلد دوم صفحہ 57

۱۴۔شرح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی جلد پنجم 2001ء فرید بک اسٹال لاہور صفحہ 807

۱۵۔شرح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی جلد پنجم 2001ء فرید بک اسٹال لاہور صفحہ 808

۱۶۔سید فضل الرحمٰن ''ہادی اعظم''، 1991ء کراچی ادارہ امجدیہ صفحہ 295

۱۷۔محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری جلد دوم کتاب الاحکام 1988ء کراچی دارالاشاعت صفحہ 110

۱۸۔داؤد عسکری، ''جوئے شیر'' 1979ء کراچی رشید اینڈ سنز صفحہ 13

۱۹۔''کلیات اقبال'' علامہ ڈاکٹر محمد اقبال 1976ء طبع ہشتم غلام علی اینڈ سنز لاہور صفحہ 220

۲۰۔کلیات اقبال علامہ ڈاکٹر محمد اقبال 1976ء طبع ہشتم، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور صفحہ 638

سندھ میں دینی مدارس کے قیام کا تاریخی پس منظر
ایک تحقیقی جائزہ

محمد کاشف شیخ
ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

Abstract

Ancient Educational history of Sind is not discovered completely although Sind is the gateway of islam in subcontinent. Because of It's conquest's great role which had been organized by muslims in 92 AH/ 712 AD for spreading of islam in subcontinent, Sind called " Bab ul Islam". Muslim conquerors had built mosques firstly after conquest of any city following Seerat-e-Tayyaba and they had focused on establishment of Deeni Darsgah at every occupied city.Conqueror of Sind Mohammad bin Qasim Al-Thaqafi (R.A) had also constructed mosques in Sind from Debal (near Thatta) to Multan, where established the earlier Islamic educational institutions in Muslim era.There are some historical evidences in this research article which have been quoted from ancient and modern historical resources about renowned scholars of Debal, Aror (near Rohri), Mansoorah (near Tando Adam), Multan and Uch (near Bahawalpur)and their islamic educational institutions. In this regard, it has been tried to discover separate educational institutions from mosques in Sind in Arabian period. Brief history of development of Deeni Madaris in Sind in various periods after